شیطان کو شکست دیجیے

216

نگہت بانو ڈار

DATA ENTERED

اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور

۲۹۷ / ۹۹۲۱
نک ۲۸۳
25374

طبع اوّل ۱۹۸۳ء
طابع .... اسلامک پبلشنگ ہاؤس
مطبع .... طبع فی المطبعۃ العربیۃ
۳۰۔ ایبک روڈ، بالمقابل نشتر چیمبرز، پرانی انارکلی، لاہور، پاکستان
قیمت ....

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

"مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ"

(الحدیث)

جس نے میری سُنّت کو چھوڑ دیا اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

(متّفق علیہ)

انتساب

ـــــ والدہ ماجدہ کے نام

اُس قابلِ صد احترام ہستی کے نام جس کے
قدموں میں میری جنّت ہے [1]
جس کا حق مجھ پر بہت ہی زیادہ ہے [2]
یہاں تک کہ پیارے ابّا جان کے حق سے بھی
تین گُنا بڑھ کر۔ [3]

---

[1] رواہ بخاری و مسلم

[2] پ ۲۶ سُورۃ احقاف، آیت نمبر ۱۵

[3] بخاری، مسلم، ابوداؤد، مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد۔

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دہلیز	۷	علیہ وسلم بحیثیتِ شوہر	
باب اوّل		باب سوم	
صراط مستقیم	۹	مساواتِ مرد و زن	۳۲
بُرد باری	۹	مَرد کا مقام	۳۲
ٹیڑھی پسلی	۱۰	حکمتِ تخلیق	۳۹
محبت، مہربانی اور حُسنِ سلوک	۱۴	اپنا اپنا مقام پہچانیئے	۴۱
باب دوم		عورت کا مقام	۴۳
کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن	۱۷	خرابی کی جڑ	۴۶
اُسوۂ ختم المرسلین صلے اللہ		شیطان کو شکست دیجئے۔	۴۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

کلمۃ الناشر

افسانی زندگی میں جن راہوں سے بگاڑ داخل ہوتا ہے، ان میں سے
راہ زن و مردِ کے تعلقات سے عبارت ہے۔ ان تعلقات میں توازن او
کا موجود رہنا بہت ضروری ہے۔ اِس ضمن میں انسان اپنی نفسانی خواہشات
زیرِ اثر جب بھی عدمِ توازن کا شکار ہوا اس کی انفرادی و اِجتماعی زندگی در
ہو کر رہ گئی۔ پھر میاں بیوی کے باہمی تعلق کا معاملہ اِتنا پیچیدہ ہے کہ فاط
کی رہنمائی کے بغیر محض عقلِ بے مایہ اس کو سلجھانے میں کبھی کامیاب نہیں
مغرب کا نام نہاد مہذب اور تعلیم یافتہ معاشرہ اس کی عبرتناک مثال ہے
محترمہ نکہت بانو ڈار نے اِس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے اور نبیؐ اکرم
علیہ وسلّم کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ازدواجی زندگی کی نہایت متواز
حُسن و خُوبی کے ساتھ کھینچنے کی کوشش کی ہے۔ موصُوفہ کی یہ پہلی ک
ہے اور قارئینِ کرام محسوس کریں گے کہ کافی حد تک کامیاب کوشش
اِسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور اِس مختصر مگر دقیع مقالہ کو اپنے روایتی
پر پیش کرتے ہُوتے فخر محسوس کرتا ہے۔

منیر احمد
مینجنگ ڈائریکٹر اسلامک پبلشنگ ہاؤس لا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۰

دہلیز

پیغمبر آخرالزماں صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں پیروی کے لیئے بہترین نمونہ ہے :۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(پ۲۱ - احزاب آیت۲۱)

آئندہ صفحات پر جو تحریر آپ کی نظر سے گذرے گی اُس کا مرکزی نقطہ ہے رسُولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ بحیثیت شوہر۔

میں نے حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی مُبارک زندگی کے اُس رُخ کو پیش کیا ہے کہ بحیثیت شوہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلوک اپنی ازدارج مطہّرات کے ساتھ کیسا تھا، اور آپؐ نے عورتوں کے ساتھ کس قِسم کا برتاؤ

کرنے کی تاکید اپنی اُمّت کے مردوں کو فرمائی ؟ ان باتوں کو اچھی طرح سمجھنا نہایت ضروری ہے تاکہ ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور اُخروی زندگی کو کامیاب بنایا جا سکے۔ میری ناچیز رائے میں یہ وقت کا نہایت اہم تقاضا ہے۔

اختصار کے ساتھ تین ابواب بنائے گئے ہیں۔ پہلے باب میں قرآنی آیات اور احادیث نبوی ہیں۔ دُوسرے باب میں بعض ایسے واقعات درج کئے گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی برتاؤ کیسا تھا ؟ جبکہ تیسرے باب میں مساواتِ مرد و زن کے مسئلے پر گفتگو کرکے دونوں کے حقیقی مرتبہ و مقام کو واضح کیا گیا ہے ؛ اور شیطان کو شکست دینے کا بیان بھی اسی باب میں ہے۔ سب سے آخر میں اُن کتابوں کی فہرست ہے جن سے اس کتابچے کو مرتّب کرتے وقت استفادہ کیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث کا حوالہ موقع ہی پر دیا گیا ہے۔ یہ ایک عاجزانہ کوشش ہے۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

نگہت بانو ڈار

باب اوّل

صراطِ مستقیم

بردباری :-

سُورۃ نسآء میں عورتوں کے متعلّق کئی احکام وارد ہُوئے ہیں اور حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے ان کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔ ارشادِ ربّ العزّت ہے :-

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

”عورتوں کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرو اگر وُہ تمہیں کسی وجہ سے پسند نہ ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو لیکن اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔“ (پ۴ ۔ نسآء : ۱۹)

اس آیت مبارکہ میں خاوند کو تحمّل اور خوش گمانی سے کام لینے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

اور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:۔

کوئی مومن شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر بیوی کی ایک عادت اُسے پسند نہیں آئی تو دُوسری عادات پسند آئیں گی۔

(مسلم ۔ ابوہریرہؓ)

ٹیڑھی پسلی

رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم نے حجّتہ الوداع کے موقع پر عورتوں کے حق میں پُر زور وصیّت فرمائی:۔

"مَیں تمہیں عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیّت کرتا ہوں تم اس وصیّت کو قبول کرو۔ عورتیں یقیناً پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور اُوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اگر تم پسلی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وُہ ٹوٹ جائے گی۔ مَیں تم کو عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں"

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

مندرجہ بالا حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا "عبدالسّلام بستوی" لکھتے ہیں:۔

"عورت کی خلقت پسلی سے ہے۔ یعنی جس طرح پسلی خلقی طور پر ٹیڑھی ہے اور ٹیڑھی ہونے کی وجہ سے وُہ مفید بھی ہے۔ یہی حال عورت کا بھی ہے۔ اس میں جذبات کی شدّت اور نزاکت بہت زیادہ ہے اور اس کا عورت میں پایا جانا بہت ضروری ہے۔ ورنہ وُہ اولاد کی پرورش نہ کر پاتی۔ لہٰذا تم اَیسا نہ کرو کہ اُس کی فطری خصوصیت کو نظر انداز کرکے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ اُسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لو۔ اگر تم اَیسا کرنا چاہوگے تو اُسے توڑ دو گے، اُسے کھو دو گے۔ اگر تم اُس کے جذبات کی شدّت و نزاکت کا لحاظ کرکے اس سے تعلّقات قائم کروگے، اُس کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچاؤ گے اور اس کی اصلاح میں سختی و جلد بازی کے بجائے تدریج و صبر اور برداشت سے کام لوگے تو یقیناً اس سے تعلّقات خوشگوار ہوں گے اور اس طرزِ عمل سے عورت کی اصلاح ہو سکے گی۔ اس لئے عورتوں سے بہترین سلوک کرنا ہی مرد کا شیوہ ہے اور یہی راہ تم کو اختیار

کرنا چاہئے[1]

حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ مکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اب اگر تم بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو اِسے توڑ ڈالو گے۔ پس اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو تو اچّھی زندگی گزرے گی۔ (ترغیبؒ و ترہیب بحوالۂ صحیح ابنِ حبان)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مولانا "جلیل احسن ندوی" رقمطراز ہیں:۔

"عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کا مزاج اور اس کے سوچنے اور کرنے کا ڈھنگ مرد کے مزاج سے کچھ مختلف ہوتا ہے۔ اور خاندانی نظام میں شوہر کو سربراہی اور بالادستی حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے جذبات و احساسات کی پروا نہ کرے، صرف اپنی بات منوانے پر اصرار کرے تو گھر حقیقی مسرّتوں سے محروم اور جھگڑے فساد کا جہنم بن جائے گا۔ اِس لئے

---

[1] اسلامی خطبات از مولانا عبدالسّلام بستوی سلفی۔ خطبہ "حقوق الزوجین"۔ ۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو عورتوں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے پیش آنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا کہ عورتیں ٹیڑھی ہوتی ہیں اور مرد بڑے سیدھے ہوتے ہیں؛ بلکہ یہ حدیث صرف اس لئے آپؐ نے ارشاد فرمائی کہ غیر الٰہی نظاموں میں لوگ عورت کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش نہیں آتے۔ تم لوگ خدا کے بندے ہو اس لئے ان سے اچھا سلوک کرو۔"

(زادِ راہ)

عورت نہایت جذباتی ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ اُسے تخلیق ہی ایسا کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خالقِ کائنات کا کوئی فعل ایسا نہیں جو حکیمانہ، سنجیدہ اور بجا نہ ہو۔ لہٰذا مرد کو چاہئے کہ معقول رویّہ اختیار کرے؛ صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے بیوی کے ساتھ اچھی طرح نباہ کرے۔ اور اگر اصلاح کی واقعی کبھی ضرورت ہو تو دل سوزی اور سکون و تحمّل کے ساتھ اس کو سدھارنے کی کوشش کرے۔ درگذر اور چشم پوشی سے کام لے اور زندہ دلی کے ساتھ پیش آئے۔ جو خاوند، عورت کا مزاج شناس بن کر اس کے نازک جذبات و احساسات کا خیال رکھتا اور پیار و محبت کے طریقے اپناتا ہے وُہ کامیاب رہتا ہے۔

محبت، مہربانی اور حسنِ سلوک

رسولِ ہاشمی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"مجھے خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنی بیویوں سے محبت کروں۔ اور اپنی رحمتوں میں سے ایک رحمت یہ فرمائی، کہ اُس نے میرے دل میں اپنی بیویوں کے لئے محبّت پیدا کر دی۔"[5]

آپؐ نے فرمایا:۔

"کامل ایمان والا مومن وُہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو۔ اور تم میں سب سے اچھے وُہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہوں۔" (ترمذی)

ایک اور حدیثِ نبویؐ پر غور کیجئے:۔

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دُنیا کی تین چیزیں پسند ہیں عورتیں اور خوشبو اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔" (نسائی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

---

[5] انسان کامل۔ ص۴۲

"تم میں سے بہتر شخص وُہ ہے جو بیوی بچّوں کے حق میں بہتر ہو ۔ اور مَیں تم سب سے بڑھ کر اپنے گھر والوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔"

(دارمی ، ترمذی ، ابنِ ماجہ)

نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم شوہر کے لئے ضروری قرار دیتے تھے کہ وُہ اپنی بیوی) کے ساتھ خوش مذاقی سے پیش آئے ، اس کا مزاج شناس بنے ، اس کے نازک جذبات اور احساسات کا احترام کرے ، اور اس کی محبّت و دلداری کے طریقے اختیار کرے[۳]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"بے شک مومنوں میں کامل ترین ایمان اس کا ہے جس کا خُلق سب سے اچھا ہو اور اپنی بیوی کے ساتھ بہت نرمی کرتا ہو۔ (اپنے اہل وعیال پر بہُت مہربان ہو)"

(عن عائشہؓ ۔ ترمذی)

فرمایا :۔

"جو شخص نرمی سے محروم ہے وُہ ہر قسم کی بھلائی

---

[۳] انسانِ کامل

سے محروم ہے۔ (رواہ المسلم)

پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم بہت نرم مزاج تھے طبیعت میں سختی نہ تھی۔ اور نہ ہی مخاطب کی اہانت فرماتے۔

(نشرالطیّب۔ شمائل ترمذی)

ایک بار خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے صحابی کو جو زہد و عبادت کی طرف زیادہ متوجّہ ہونے کی وجہ سے اپنے اہل و عیاٗل کی پرواہ نہ کرتے تھے، اپنے پاس بطورِ خاص بُلوایا اور سمجھایا:۔

"تم پر تمہاری رفیقہ کا بھی حق ہے۔"

(بخاری)

باب دوم

"کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنُ"

سرکار رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہّرہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو بی بی صدیقہؓ نے فرمایا:۔

"کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ قرآن کے عین مطابق تھی"[1]

اُسوۂ ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلّم:۔

---

[1] "کَانَ خُلُقُ النَّبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُرْآن"
بحوالۂ مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی،
مسند احمد بن حنبل ۔

حضرت اسودؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے پُوچھا:۔

"رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں میں آکر کیا کچھ کیا کرتے تھے؟

انہوں نے فرمایا:۔

اپنے گھر والوں کی خدمت یعنی گھریلو زندگی میں حصّہ لیتے تھے۔ مثلاً بکری کا دُودھ دوھ لینا، اپنی نعلین مبارک سی لینا۔ (مسند احمد)

اس میں دوسرے اعمال اور دیگر معمولات و مشاغل کی نفی نہیں ہے۔ (نشرالطیّب)

نبیٔ محتشم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور خادموں سے بہت خوش اخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی کے ساتھ سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔ گھر والوں کے لئے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی طرح کی ناگواری ان میں سے کسی کو نہ ہو۔ جب آپ ازواج کے پاس ہوتے تو بہُت نرمی اور خاطر داری کرتے اور بہت اچھّی طرح ہنستے بولتے تھے۔ (ابنِ عساکر)

ایک تاریخی واقعہ نقل کرتی ہوں:۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حارث، بنو مصطلق کے سردار تھے۔ انہوں نے جنگ میں شکست کھائی اور بنو مصطلق کے قریباً چھ سو آدمی گرفتار ہوئے۔ اِن اسیروں میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں جن سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بعد میں نکاح کر لیا۔ ایک روایت کے مطابق حارث نے حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں عرب کا رئیس ہوں۔ آپؐ میری بیٹی کو آزاد کر دیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "بہتر یہ ہے کہ معاملہ تمہاری بیٹی پر چھوڑ دیا جائے"۔ حارث نے اپنی بیٹی سے بات کی تو اُنہوں نے کہا

"مَیں رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو پسند کرتی ہوں" (تذکارِ صحابیات)

اِس سے بھی کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پیغمبرِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلّم کا سلُوک اپنی ازواج کے ساتھ کِتنا عمدہ ہو گا کہ حضرت جویریہؓ نے اپنے والدین اور بھائی بہنوں کے ساتھ آزادی کی زندگی پر خاتم النبیّن صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور غلامی کو ترجیح دی۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اپنے خُلق میں کوئی شخص، حضور

صلّے اللہ علیہ وسلّم جیسا نہ تھا۔ خواہ کوئی صحابی بُلاتا یا گھر کا کوئی فرد، نبی اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم اس کے جواب میں — "لَبَّیْکَ" (حاضر ہوں) فرمایا کرتے۔ (زادالمعاد)

رسُولِ ہاشمی صلّی اللہ علیہ وسلّم جب گھر میں تشریف رکھتے تو امورِ خانہ میں مصروف رہتے۔ فارغ اور بے کار کبھی نہ بیٹھتے۔ معمولی معمولی کام خود انجام دے لیتے مثلاً گھر کی صفائی، مویشی کو چارہ دینا، اُونٹ اور بکری کا انتظام فرمانا۔ اور بکری کا دُودھ بھی خود ہی نکال لیا کرتے تھے۔ خادم کے ساتھ مِل کر کام کر لیا کرتے تھے۔ آٹا گُندھوا لیتے بازار سے سودا خریدنے جاتے اور کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔ اپنا جُوتا خود ہی سی لیتے۔ اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے وغیرہ۔" (زادالمعاد، مدارج النبوّۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب حضور صلّے اللہ علیہ وسلّم گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مُسکراتے ہوئے داخل ہوتے [2]

آپ اپنی بیویوں اور گھر والوں کے ساتھ نہایت حلم سے

---

[2] اُسوۂ رسُولِ اکرم (صلّے اللہ علیہ وسلّم)

پیش آتے تھے ۔ مگر بعض مرد ہیں کہ بیوی بچّوں نے اُنہیں کبھی مُسکراتے ہوئے نہیں دیکھا جیسے مُسکراہٹ بھی کوئی ایسی چیز ہے جس کے لئے زرِ مبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ اچھے خاصے ہنستے کھیلتے معصوم بچّے اُنہیں گھر آتا دیکھ کر سہم جاتے ہیں اِدھر اُدھر دبک جاتے اور چُپ سادھ لیتے ہیں ۔

کچھ شوہروں کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ گھر سے باہر جب دفتر میں یا اپنے دوستوں کے درمیان ہوتے ہیں تو خوش طبعی کا خوب مظاہرہ کرتے ہیں ۔ لیکن واپس تشریف لاتے ہیں، تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے بصد احتیاط اپنا مُوڈ بگاڑ لیتے ہیں، تیوری چڑھا لیتے ہیں اور بعد ازاں اپنے اہل و عیال کا گلہ شکوہ کرتے سُنے جاتے ہیں کہ وہ ان کی عزّت نہیں کرتے، اُن سے محبّت نہیں کرتے ۔ درآنحالیکہ یہ سب کچھ اُن مرد حضرات کے اپنے نا معقول اور غیر مسنون طرزِ عمل کا نتیجہ ہوتا ہے ۔

"پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلّم سوتے وقت اپنے اہلِ بیت سے کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں کیا کرتے تھے کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مُسلمانوں کے بارے میں" (نشر الطیب)

بعض اوقات ازواجِؓ مطہّرات اِدھر اُدھر کے قصّے یا گزرے ہُوئے واقعات بیان کرتیں تو آپؐ برابر سُنتے رہتے

اور کبھی کبھی خود بھی اپنے گزشتہ واقعات سُناتے۔ [۳]

بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ ہم میں (یعنی ازواج مطہرات میں) اس طرح ہنستے بولتے اور بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آ جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپؐ وہ شخص ہی نہیں۔ [۴]

آپؐ بیویوں کا پاک و صاف رہنا پسند فرماتے۔ اُن پر لعن طعن نہ کرتے اور نہ ہی اُن سے سخت اور درشت لہجہ میں گفتگو فرماتے۔ [۵]

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل پیرا رہے کہ:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ
تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ط

"البتہ جب گھروں میں داخل ہُوا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو دُعائے خیر اللہ کی طرف سے مقرر کی ہوئی بڑی با برکت اور پاکیزہ" (پ۱۸، سورۃ نور: ۶۱)

---

[۳]، [۴]، [۵] اُسوۂ رسُولِ اکرم (صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)

25374

نبیٔ مکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کا معمول تھا کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو السلام علیکم خود فرماتے۔ رات کے وقت سلام آہستگی سے فرماتے کہ بیوی اگر جاگتی ہو تو سُن لے اور اگر سو گئی ہو تو جاگ نہ پڑے۔ (صحاحِ ستّہ)

بات کرتے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مُسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ (نشر الطیّب)

اُم المومنین سودہؓ کا قد بلند و بالا، جسم قدرے فربہ اور مزاج میں ظرافت کا خاصا عنصر تھا۔ کبھی کبھی وُہ جان بُوجھ کر بے ڈھنگے پن سے چلتی تھیں۔ سرکار رسالت مآب صلّے اللہ علیہ وسلّم دیکھتے تو ہنس پڑتے۔ ایک شب حضرت سودہؓ نے رسُولِ کریم صلّے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، محبُوبِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلّم بڑی دیر تک رکوع میں رہے صبح ہوئی تو سودہؓ کہنے لگیں:

"یا رسُولُ اللہ! رات کو نماز میں آپؐ نے اتنی دیر تک رکوع کیا کہ مجھے اپنی نکسیر پھُوٹنے کا اندیشہ ہو گیا۔ میں بڑی دیر تک اپنی ناک سہلاتی رہی"۔ بیوی کی یہ بات سُن کر آپؐ متبسّم ہو گئے۔ [۵]

---

[۵] تذکارِ صحابیات۔

احمدِ مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات میں اگر ایک طرف حضرت سودہؓ تھیں جن کا قد بہت لانبا تھا تو دُوسری طرف حضرت صفیہؓ تھیں جن کا قد بہت چھوٹا تھا۔ غالباً آج کل کے اکثر شوہروں کی نظر میں یہ بہت بڑی خامیاں ہوں گی، لیکن حضورِ انور صلے اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل کیا تھا؟ اس ضمن میں حضرت سودہؓ کا تذکرہ ہو چکا؛ اب حضرت صفیہؓ کی بابت ایک واقعہ درج کرتی ہوں:۔

بی بی عائشہ صدیقہؓ نے (جن کی بعض اعلیٰ تر خوبیوں کے باعث نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے دل میں زیادہ منزلت تھی) آپؐ کے سامنے ایک بار حضرت صفیہؓ کے پست قد ہونے کا ذکر کیا، تو یہ بات پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کو بہت ناگوار محسوس ہوئی۔ آپؐ نے ناراضگی سے فرمایا کہ عائشہ تم نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے کہ اسے سمندر میں مِلا دیا جائے تو اس کلمے کی خرابی سمندر کے سارے پانی پر غالب آ جائے۔
(ابو داؤد، ترمذی، ریاض الصالحین)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلّم تبسّم فرماتے اور خوش طبعی میں سب سے بڑھ کر تھے جب تک کہ حالتِ نزولِ وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی

اِن حالتوں میں مُسکراہٹ اور خوش طبعی ظاہر نہ ہوتی تھی ۔ (نشر الطیب)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے جہادِ فی سبیل اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں مارا ۔ نہ کبھی کسی خادم کو ، نہ کسی بیوی یا باندی کو ۔ (شمائلِ ترمذی)

رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی رات کے وقت باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اُٹھتے ، آہستگی سے جُوتا پہنتے آہستہ سے کواڑ کھولتے اور آہستہ سے باہر چلے جاتے ۔ اِسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے اور آہستہ سے سلام کرتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے ۔ (صحاحِ ستّہ)

کسی چیز کے ٹوٹ جانے یا بگڑ جانے پر مثلاً کوئی چیز کسی نے توڑ دی یا کام بگاڑ دیا ، تو آپؐ کو غصّہ نہ آتا تھا ۔ البتّہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپؐ کو سخت غصّہ آ جاتا ۔ (صحاحِ ستّہ)

ازواجِ مطہّرات کسی بات کی خواہش کرتیں اور شرعاً خرابی نہ ہوتی تو رسُولِ محترم صلّے اللہ علیہ وسلّم اُن کی خوشی

پوری کرتے۔ ؎

ایک موقع پر حرمِ نبوی کے قریب حبشی باشندے کچھ کرتب دکھا رہے تھے۔ عائشہ صدیقہؓ نے یہ تماشا دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ سرکار رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم دروازے میں کھڑے ہو گئے اور اُمّ المؤمنینؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر ٹھوڑی رکھ کر تماشا دیکھنے لگیں اور دیر تک دیکھتی رہیں۔ ایک بار نبیٔ مکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "کیوں حمیرا! جی نہیں بھرا؟"

آپؐ بعض اوقات محبّت سے انہیں حمیرا کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

حبیبۂ رسولؐ نے بلا تکلّف انکار فرما دیا "ابھی نہیں بھرا"۔ چنانچہ آپؐ تا دیر یونہی کھڑے رہے اور آپؐ کی اہلیہ محترمہ کندھے کی اوٹ سے دیکھتی رہیں یہاں تک کہ بی بی صدیقہؓ تھک کر خود ہی ہٹ گئیں۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپؐ اپنی بیویوں کے ساتھ کس طرح نرمی سے پیش آتے اور کس قدر تحمّل سے کام

؎ اصح الیسر۔ از مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف دانا پوری۔

لیتے تھے۔

آپؐ کی گھریلو زندگی بھی انتہائی خوشگوار اور مثالی تھی۔ گھر میں تشریف لے جاتے تو ازواج مطہرات کے ساتھ بہت خوش مزاجی کے ساتھ پیش آتے۔ گھر میں ہمیشہ مُسکراتے رہتے کسی بات پر ناگواری کا اظہار نہ فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہتی ہیں:-

میں کھانا کھاتے وقت گوشت کی بوٹی کھا رہی ہوتی تو جب ہڈی پر تھوڑی سی بوٹی رہ جاتی تو حضورؐ مجھ سے لے لیتے اور اُسے کھا لیتے۔ (نسائی)

بعض اہلِ غلو، قربِ حق کے لئے ازواج سے بُعد کو شرط قرار دیتے ہیں۔ وُہ نادان اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ شادی کرنے اور بیوی کے ساتھ محبت کرنے سے رُوحانی ترقّی رُک جاتی ہے۔ مگر اُسوۂ رسُول صلے اللہ علیہ وسلم سے اُن کے خیالِ خام کی تردید ہوتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کسی برتن میں پانی پی کر فارغ ہوئیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو اٹھایا اور خاص اُس جگہ سے مُنہ لگا کر پانی پیا جہاں سے بی بی صاحبہؓ نے پیا تھا۔ اگرچہ ایسی باتیں بظاہر معمولی لگتی ہیں لیکن یہی

باتیں میاں بیوی کے تعلقات پر نہایت گہرا اثر رکھتی ہیں۔ (ابوُ داوُد، نسائی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حریرہ (پتلا حلوہ) لائی جو آپؐ کے لئے تیار کیا تھا۔ میں نے حضرت سودہؓ سے جو وہاں موجود تھیں کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا۔ میں نے کہا کہ یا تو اسے کھاؤ ورنہ تمہارا مُنہ سان دوں گی۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے حریرہ میں ہاتھ بھر کر سودہؓ کے مُنہ پر مل دیا۔ نبی اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم یہ دیکھ کر ہنسے۔ پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مجھ کو (یعنی بی بی عائشہؓ کو) دبا (تاکہ مدافعت نہ کر سکیں) اور حضرت سودہؓ سے فرمایا: "تم بھی اس کے مُنہ پر مل دو۔" تب سودہؓ نے میرا (یعنی حضرت عائشہؓ کا) مُنہ سان دیا۔ آپؐ پھر ہنس پڑے۔ ۵۸

ایک بار سفر میں ازواج مطہّرات بھی ساتھ تھیں۔ ساربانوں نے اُونٹوں کو تیز دَوڑانا شروع کر دیا۔ آپؐ کو خواتین کا اتنا خیال تھا کہ ساربانوں سے فرمایا:-

---

۵۸ اُسوۂ رسول اکرمؐ۔ جمع الفوائد عن الموصلی

"ذرا دیکھ کر چلو یہ آبگینے (عورتیں) بھی ساتھ ہیں۔"

(بخاری)

ایک سفر کے دوران آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے تیز دوڑنے کا مقابلہ کیا۔ وہ آگے نکل گئیں۔ دوسری بار کچھ مدّت بعد جبکہ حضرت عائشہؓ نسبتاً فربہ ہو چکی تھیں ایسے ہی مقابلے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے اور صدیقہؓ پیچھے رہ گئیں۔ اس پر آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"لو عائشہؓ! اب اس کا بدلہ اُتر گیا۔"

(صحاحِ ستّہ، ابو داؤد)

آپؐ کا حسنِ سلوک ایسا تھا کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اَلسّلامُ علیکم فرماتے۔ رات کے وقت سلام ایسی آہستگی سے کرتے کہ بیوی کے آرام میں خلل نہ آئے۔ جاگتی ہو تو سُن لے، اور اگر سوتی ہو تو جاگ نہ پڑے۔ ازواج کی دلداری اور عطوفت کا اِتنا خیال تھا کہ گھر کے کام کاج میں خود ہاتھ بٹاتے۔ اگر کوئی کام حسبِ منشا اور وقت پر نہ ہوتا تو ناراض نہ ہوتے بلکہ نرمی سے سمجھاتے۔ اُن کے دُکھ درد میں برابر شریک ہوتے، اور اُن کے خوش ہونے پر اپنی خوشی کا اظہار فرماتے۔ (انسانِ کامل)

رسُولِ مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی اُمِّ حبیبہؓ کے بھائی جن کا نام معاویہ تھا اپنی بہن سے ملنے آئے۔ دونوں بہن بھائی بڑے پیار سے باتیں کر رہے تھے۔ حضورؐ نے اُم حبیبہؓ سے کہا "کیا معاویہ تمہیں بہت پیارا ہے؟

انہوں نے جواباً عرض کیا۔ "ہاں"۔

آپؐ نے فرمایا: "اگر یہ تمہیں بہت پیارا ہے تو مجھے بھی بہت پیارا ہے"۔

ظاہر ہے کہ اس سے بیوی کا دِل بہت خوش ہُوا ہوگا۔ ایسی باتوں سے خاندانوں میں مہر و محبّت بڑھتی ہے۔ [۱۰]

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت عائشہ سے فرمایا:۔

"تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو مَیں سمجھ جاتا ہوں"۔

صدیقہؓ نے دریافت کیا: "وُہ کیسے"؟

فرمایا: جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو اور کسی بات پر قسم کھانی ہوتی ہے تو کہتی ہو:۔

"محمّد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خدا کی قسم"

---

[۱۰] انسانِ کامل۔

اور جب مجھ سے خوش نہیں ہوتیں تو کہتی ہو:

"ابراہیم (علیہ السّلام) کے خدا کی قسم"۔

حبیبۂ رسولؐ نے عرض کیا:۔

"جی ہاں یا رسولؐ اللہ! اس وقت صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں"۔ (بخاری)

باب سوم

مساواتِ مرد و زن

مرد کا مقام :۔

اللہ ربّ العالمین نے عورت پر مرد کو بالا دستی عطا فرمائی ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ص وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ط وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ہ

"عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں ۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے ۔ اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے ۔"

(پ۲ ۔ البقرہ ۲۲۸)

ایک سربراہ کے بغیر کسی منظّم ادارے کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ادارے کے نظم و ضبط کو برقرار رکھنے اور کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ اس کا ایک سربراہ ہو۔ مثال کے طور پر کالج کو لیجئے۔ ہر کالج کا ایک پرنسپل ہوتا ہے۔ آپ نے کبھی کوئی ایسا کالج نہ دیکھا ہوگا جس میں کوئی پرنسپل نہ ہو اور وہ باقاعدہ چل رہا ہو۔ یا جس میں بیک وقت دو ایسے با اختیار پرنسپل موجود ہوں جن کا رُتبہ اور جن کے اختیارات بالکل مساوی ہوں۔ کسی ملک میں دو بادشاہ نہیں ہوتے۔ اسی طرح خاندان بھی ایک نہایت اہم ادارہ ہے۔ ایک چھوٹی سی ریاست ہے جس کے نظام کو انتشار اور افراتفری سے بچا کر خوش اسلوبی کے ساتھ چلانے اور نظم و ضبط کو قائم رکھنے کے لئے یہ امر ناگزیر ہے کہ مرد و زن میں سے کسی ایک کو اس کا سربراہ مقرّر کیا جائے۔ اگر دونوں بالکل مساوی درجہ اور مساوی اختیارات رکھنے والے ہوں گے تو بدنظمی کا پیدا ہونا لابدی ہے۔

علاوہ ازیں جو سربراہ مقرّر ہوگا اُس پر جہاں ذمّہ داریوں کا بوجھ زیادہ ہوگا وہاں اُسے کچھ بالادستی بھی لازماً حاصل ہوگی تاکہ اپنی ذمّہ داریوں سے بخوبی عہدہ برا ہو سکے۔ جتنی

زیادہ ذمّہ داری، اتنا زیادہ اختیار۔ یہ ایک صاف اور سیدھا اصولِ کار ہے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ مرد اور عورت میں سے کس کو خاندان یا گھر کی ریاست کا سربراہ ہونا چاہیئے؟ تو اس مسئلے کو اسلام نے جو عین دینِ فطرت ہے، نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ فطری طریقے پر حل کیا ہے۔ اس نے سربراہی کے لئے مَرد کا انتخاب کیا ہے جو فطرۃً یہی درجہ لے کر پیدا ہُوا ہے مرد کی فطرت میں فعل و اقدام ہے اور عورت کی فطرت میں تاثر و انفعال۔ بہ الفاظِ دیگر خالق نے اپنی اسکیم کے تحت مَرد کو عورت پر ایک طرح کی بالا دستی دے کر پَیدا فرمایا ہے اسے گوناگوں انتظامی تقاضوں کے پیشِ نظر اضافی ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھانے کے لئے زیادہ موزوں ساخت پر بنایا گیا ہے۔ وُہ ان کئی ایک فطری کمزوریوں اور تمدّنی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے جو صنفِ نازک کے ساتھ پَیدائشی طور پر لگی ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مریمؑ کی پَیدائش پر اُن کی والدہ نے حسرت کے ساتھ مالک و خالق کو مخاطب کرکے کہا تھا:۔

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ۔۔ ۔۔ ۔۔ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ج

"مالک! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے۔۔ ۔۔ ۔۔ (حالانکہ میں چاہتی تھی کہ لڑکا پیدا ہو کیونکہ) لڑکا، لڑکی جیسا (ناتواں) نہیں ہوتا۔" (پ۳۔ آل عمران: ۳۶)

گھر کی ریاست کا بادشاہ اگر مرد ہے تو عورت اس کی وزیر اور بچے مثل رعایا کے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اُس کی رعیّت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

(متفق علیہ)

مَرد کے لئے اپنی مردانگی پر فخر و غرور میں مبتلا ہونے کا کوئی جواز نہیں۔ وُہ مرد اس لئے ہے کہ اللہ نے اپنی مصلحت کے تحت اُسے مذکّر پَیدا فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں مرد کی اپنی ذاتی کوشش اور قابلیّت کا کوئی حصّہ نہیں۔ دوسری طرف عورت کے لئے احساسِ کہتری میں مُبتلا ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں۔ وُہ اگر عورت ہے تو محض اس لئے کہ خالق نے اپنی حکمت کے تحت اُسے مؤنّث بنایا ہے، اِس میں عورت کا کوئی قصور نہیں۔ اگر کوئی نادان شخص عورت کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے تو یہ خالقِ حقیقی کی حکمتِ تخلیق پر الزام تراشی ہے۔ کیا اعتراض اس بات پر ہے کہ عورت کو عورت کیوں

بنایا گیا ہے ؟

عورتیں اور مرد سب ہی حضرت آدم (علیہ السّلام) اور بی بی حوّا (علیہا السّلام) کی اولاد ہیں، اور اس لحاظ سے برابر ہیں۔ مذکّر و مؤنّث پیدا کرنے میں خدائے تعالیٰ کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نسلِ انسانی کا سلسلہ جاری رہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف فرمانے والا اور سب پر بے حد مہربان ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ وُہ مردوں کی بے جا رعایت کرے، اور عورتوں پر ستم ڈھائے۔

ایک معاملے میں عورت پر مرد کو درجہ حاصل ہے تو دوسرے معاملے میں وُہ دونوں مساوی ہیں۔ اور کسی تیسرے معاملے میں عورت کو مرد پر فضیلت دی گئی ہے۔

بے شک مرد کو عورت پر ایک درجہ حاصل ہے اور اُسے قوّام[1] یا نگرانِ کار مقرّر کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی ذمّہ داری کا زیادہ وزنی بوجھ بھی اُسی کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ **مثلاً:**

مہر کی ادائیگی مردوں پر فرض کی گئی ہے اور اُنہیں

---

[1] پ۵۔ نساء: ۳۴

حکم دیا گیا ہے :۔

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ

"عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا[5] کرو"۔ (پ۴ ۔ نساء : ۴)

سُورۃ نساء میں خدائے تعالیٰ نے مَردوں کو حکم دیا ہے کہ عورتوں کے ساتھ تحمّل اور بُرد باری کا برتاؤ کریں اور خوش گمانی سے کام لیں ۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

"اور اگر وُہ (بیویاں) تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو"۔

(پ۴ ۔ نساء : ۱۹)

اِسی سُورۃ میں آگے چل کر مَردوں کو پھر ہدایت فرمائی گئی ہے :۔

---

[5] کتنے فیصد شوہر ہیں جو مہر ادا کرتے ہیں اور وُہ بھی خوشدلی کے ساتھ؟

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ
تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

"صُلح بہر حال بہتر ہے۔ نفس تنگ دلی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر تم احسان سے پیش آؤ اور خدا ترسی سے کام لو تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس طرزِ عمل سے بے خبر نہ ہوگا۔"

(پ۵۔ نساء: ۱۲۸)

رب العزّت کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ بیوی میں اگر کوئی خامی ہو تب بھی اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو اور اپنے بارے میں اس بات کو یاد رکھو کہ تمہاری خامیوں کے باعث اگر قادرِ مطلق اپنی نظرِ کرم تم سے پھیر لے تو تمہارا کیا حال ہو؟ اور ظاہر ہے کہ ہم میں سے کوئی انسان ایسا نہیں جو خامیوں سے مبرّا ہو۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"مرد اپنے اہل وعیّال پر نگران اور اپنے عمل پر اللہ کے سامنے جواب دِہ ہے۔" (بخاری)

خدائے تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ضرور پیش نظر رہنا چاہئے

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

"اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی

تمنا نہ کرو" (پ۵ ۔ النساء: ۳۲)

احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے تاکید فرمائی :۔

"لوگو! سُنو تمہاری بیویوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اُنہیں اچّھا کھلاؤ ، اچّھا پہناؤ"۔ [۳۵]

حکمتِ تخلیق

عورت اور مرد کے بارے میں خالق کی حکمتِ تخلیق پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ دونوں اپنی اپنی جگہ نامکمّل اور اپنے روحانی و جسمانی اقتضائے فطری کی تکمیل کے لئے ایک دُوسرے کے محتاج ہیں ۔ اسلام نے ان کی تکمیل کے لئے بہترین ، منصفانہ ، جائز اور فطری قاعدہ مقرّر کر دیا ہے تاکہ تمدّن کی گاڑی جس کے یہ دُو پہیئے ہیں، حادثات سے بچ کر دُرست سمت میں ٹھیک ٹھاک رواں دواں رہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرد عورت کا محتاج ہے ، اور عورت مرد کی محتاج ۔ دونوں ایک دُوسرے کی

---

[۳۵] ریاض الصالحین ۔ آدابِ زندگی ۔

تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ ایک دُوسرے کی زینت اور پردہ پوش ہیں جیسا کہ قرآن میں ربّ ذوالجلال کا فرمان ہے :۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط

"وُہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔"

(پ۲، بقرہ : ۱۸۷)

اس کے متعلق "**سید ابو الاعلیٰ مودودی**" تحریر فرماتے ہیں :۔

"یہاں زوجین کو ایک دُوسرے کا لباس کہا گیا ہے۔ لباس وُہ چیز ہے جو انسان کے جسم سے متّصل رہتی ہے۔ اس کی ستر پوشی کرتی ہے، اور اس کو خارجی فضا کے مُضر اثرات سے بچاتی ہے۔ اس لباس کے استعارہ کو زوجین کے لئے استعمال کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے درمیان مناکحت کا تعلّق معنوی حیثیّت سے وَیسا ہی تعلّق ہونا چاہئے۔ وُہ ایک دُوسرے کے ساتھ متصل ہوں، ایک دُوسرے کی ستر پوشی کریں، اور ایک دوسرے کو ان اثرات سے بچائیں جو ان کی عزّت اور اُن کے اخلاق پر حرف لانے والے ہیں یہی مقتضٰی ہے مودّت و رحمت کا۔ اور اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ازدواجی تعلّق کی اصلی رُوح ہے۔ اگر کسی ازدواجی تعلّق

ہیں یہ رُوح نہیں ہے تو گویا وُہ لاشۂ بے جان ہے"۔ [1]

ایک دوسری آیت میں ارشادِ خداوندی ہے :۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ

"اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم اُن کے پاس سکون حاصل کرو۔ اور اس نے تمہارے (میاں بیوی کے) درمیان محبّت اور رحمت پیدا فرما دی"۔

(پ۲۱ ۔ الروم : ۲۱)

یہاں خدائے تعالیٰ نے رحمت اور محبّت کو زوجیّت کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ تنہا عورت بھی نامکمّل ہے اور تنہا مرد بھی نامکمّل۔ اور ان کا حال یہ ہے کہ سکون حاصل کرنے کے لئے دونوں ایک دُوسرے کے حاجت مند ہیں

اپنا اپنا مقام پہچانیئے

دینی اور اخلاقی حیثیّت سے عورت اور مرد مساوی ہیں فرمانِ الٰہی ہے :۔

---

[1] حقوق الزوجین ۔

اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ج بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ :

"مَیں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے کسی بھی عمل کو ضائع کرنے والا نہیں خواہ وُہ مرد ہو یا عورت۔ تم سب ایک دُوسرے کے ہم جنس ہو۔"

(پ۴ ۔ آل عمران: ۱۹۵)

سُورۃ النساء میں کئی آیات ہیں۔ مثلاً:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۔

"لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پَیدا کیا اور اُسی جان سے اُس کا جوڑا بنایا، اور اُن دونوں سے بہت زیادہ مرد و عورت دُنیا میں پھیلا دیئے۔" (پ۴ ۔ النساء: ۱)

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا ط وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ ط

"جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق اُن کا حصّہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا اس کے مطابق

ان کا حصہ"۔ (پ۴ ۔ النّسآء : ۳۲)

یہاں دَولت کمانے کی بات نہیں ہو رہی بلکہ مراد ہے بھلائی یا بُرائی کرنا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ
لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝

"اور جو نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وُہ مومن، تو ایسے ہی لوگ جنّت میں داخل ہونگے اور ان کی ذرّہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی"۔

(پ۵ ۔ النّسآء : ۱۲۴)

عورت کا مقام:

خاندانی نظام کو بہتر طور پر چلانے کے لئے اگر حکیم و دانا خالق نے ایک طرف مرد کو قانونی سطح پر بالا دستی عطا فرمائی ہے تو دوسری طرف اخلاقی سطح پر عورت کو نہایت اعلےٰ و ارفع مقام دے کر اس کی تلافی کر دی ہے۔

عورت میں جذبات کا عنصر غالب ہے اور جذبات کی شدّت ہی مامتا کا رُوپ دھار لیتی ہے۔ نیز یہ چیز اُن

فرائض منصبی سے بہت زیادہ مناسبت رکھنے والی ہے جو عورت کے ذمّے لگائے گئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی جسمانی اور نفسیاتی ساخت میں درد کو جھیلنے اور تکلیف کو برداشت کرنے کی صلاحیّت مرد کے مقابلے میں بہت زیادہ رکھی ہے ۔ اس معاملے میں عورت کو مرد پر فضیلت حاصل ہے ۔ سُورۃ احقاف کی مندرجہ ذیل آیت کے اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق پر فائز ہے :۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط

"اور ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وُہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے ؛ اُس کی ماں نے مشقّت اُٹھا کر اُسے پیٹ میں رکھا ، اور مشقّت اُٹھا کر ہی اُس کو جنا ، اور اُس کے حمل اور دُودھ چھڑانے میں تیس۳۰ مہینے لگ گئے ۔" (پ۲۶ ۔ احقاف : ۱۵)

اور محسنِ انسانیت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی مندرجہ ذیل حدیث واضح کرتی ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق سے تین۳

گنا بڑھ کر ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک نے دریافت کیا :۔

"یا رسُول اللہ! (صلّے اللہ علیہ وسلّم) میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔"تیری ماں"۔

اُس نے پُوچھا "پھر کون"؟ فرمایا "تیری ماں"۔

اُس نے پُوچھا "پھر کون"؟ جواب میں ارشاد ہُوا "تیری ماں"۔

اُس نے چوتھی بار پُوچھا "پھر کون"؟

تب آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"تیرا باپ"۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، مشکوٰۃ، ترمذی، ابنِ ماجہ، مُسند احمد)

ایک صحابیؓ نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا : "یارسولؐ اللہ! میں جہاد میں شرکت کرنا چاہتا ہوں اور مشورہ کی خاطر حاضر ہُوا ہُوں"۔ آپؐ نے پُوچھا "کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ جواب دیا "ہاں"۔ اس پر آپؐ نے فرمایا "تو اُسی کی خدمت میں لگے رہو کہ جنّت اُسی کے پاؤں کے پاس ہے"۔ (الترغیب والترہیب للمنذری)

بخاری ومسلم کی متفق علیہ روایت کے مطابق محمّدِ کریم

صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جنّت ماں کے قدموں میں ہے"۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کے علاوہ تمام انبیائے کرام عورت ہی کی اولاد تھے۔

ایک موقع پر نبی کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔
"جس کے ہاں دو لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے، تو یہی لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی"۔ (مسلم)

ایک دوسری روایت کے مطابق رسولِ مقبول صلّے اللہ علیہ وسلم نے ایسے باپ کے لئے یہ بشارت سنائی:۔
"قیامت کے روز میں اور وہ شخص اس طرح قریب ہوں گے جس طرح میرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں ہیں"۔
(مسلم)

خرابی کی جڑ:۔

بالعموم خرابی اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ اپنے حقوق کا مطالبہ تو کیا جاتا ہے مگر فرائض کی ادائیگی پر احساسِ ذمّہ داری کے ساتھ توجّہ نہیں دی جاتی۔ اس طرح میاں بیوی کے تعلّقات میں رخنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک کے فرائض دوسرے کے حقوق ہوتے ہیں۔ عورتیں صنفِ نازک ہیں،

اور مَردوں کو ان پر بالا دستی بھی حاصل ہے۔ اس لئے مرد اپنے حقوق بزور منوا لیتے ہیں بلکہ اکثر اوقات اصل سے بھی بڑھ کر حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ لیکن عورتوں کے جائز حقوق بھی ادا نہیں کرتے۔ اس لئے مظلُوم عورتوں میں بد دلی، بے چینی اور بد اعتمادی کا ظہور ہوتا ہے۔ زیادتی اور استحصال سے دل میں کدورت و نفرت پیدا ہوتی ہے۔ محرومی کے احساس سے تعمیر نہیں تخریب وجود میں آتی ہے۔ اَیسی ہی غیر مطمئن اور سادہ لوح مُسلمان خواتین کو فیشن ایبل اور گمراہ سوشلسٹ عورتیں اپنی مطلب براری کے لئے بعض اوقات ورغلانے اور سڑکوں پر نکال لانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ لیکن جو شوہر حضرات انصاف، تحمّل، رواداری اور خوش اخلاقی سے کام لیتے ہیں اُن میں سے شاذ و نادر ہی کسی کو اپنی بیوی سے اس نوعیّت کی شکایت پیدا ہوتی ہے۔

شیطان کو شکست دیجئے!

ابلیس لعین ہمارا ازلی دشمن ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اُسے اپنا دشمن ہی سمجھیں کیونکہ خود ہمارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا ؕ

"در حقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لئے تم بھی اُسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔" (پ۲۲۔ سورۃ فاطر: ۶)

وہ اپنے اطاعت گزار شیاطین کو شیطانی کام کرنے کے لئے بھیجتا ہے۔ ہر شیطان جو کچھ کرتا ہے اس کی رپورٹ واپسی پر اپنے گورو گھنٹال کے سامنے پیش کرتا اور اپنے کارناموں کے مطابق داد پاتا ہے۔ لیکن جس شیطان کو سب سے زیادہ داد اور شاباش ملتی ہے اور ابلیس اُٹھ کر جس کو فرطِ مسرّت سے گلے لگا لیتا ہے، وہ کونسا کمال سر انجام دے کر آتا ہے؟ اس کی خبر ہمیں خیر البشر صلّے اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے ملتی ہے:۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔

"ابلیس اپنے لشکروں (یا دستوں) کو بھیجتا ہے جو لوگوں میں فتنہ برپا کرتے ہیں۔ ان میں سے بلحاظ مرتبہ و مقام ابلیس کے نزدیک وُہ شیطان (افضل) ہے جو فتنہ و فساد برپا کرنے میں دُوسروں سے بڑھ کر ہو۔ ان میں سے ایک شیطان آکر بتاتا ہے کہ مَیں نے ایسے ایسے (فتنہ بپا) کیا۔ ابلیس کہتا ہے تُونے کچُھ نہیں کیا۔ پھر اُن میں ایک آتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جُدائی ڈال دی۔ تو ابلیس خوش ہوکر اُسے اپنے قریب کرتا ہے (یا معانقہ کرتا ہے) اور کہتا ہے کہ تُونے اچھّا کیا"۔ (رواہ مسلم)

گویا زوجین کے درمیان تفرقہ برپا کرنا وُہ شیطانی کارنامہ ہے جسے ابلیس لعین بہت زیادہ پسند کرتا ہے۔ شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان بُغض و عداوت ڈال دے، اور ان کو حریف بناکر ایک دوسرے کے خلاف لا کھڑا کرے۔ جبکہ قرآنِ حکیم واضح طور پر بتاتا ہے، کہ مسلمان مَرد اور مُسلمان خواتین ایک دُوسرے کے حریف نہیں

رفیق ہیں۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے :-

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ
يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ
عَدْنٍ ط وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط ذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

"مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دُوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وُہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔ ان مومن مردوں اور مومن عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وُہ

ان میں ہمیشہ رہیں گے ۔ ان سدا بہار باغوں میں اُن کے لئے پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہوگی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔" (پ۱۰ - توبہ: ۷۱، ۷۲)

دیکھا آپ نے! یہاں بھی عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات ہے۔ رہا یہ سوال کہ زیادہ عزّت والا کون ہے؟ مرد یا عورت؟ تو نوٹ فرما لیجئے کہ فیصلہ کُن برتری اور حقیقی عزّ و شرف کا ایک بلند مرتبہ ایسا ضرور ہے جو داورِ محشر کی طرف سے اُسے عطا فرمایا جائے گا (خواہ وُہ مرد ہو یا عورت) جس کے دل میں خوفِ خدا زیادہ ہوگا؛ جس نے دُنیا کی زندگی میں اپنے رزّاق و مالک کی نافرمانی سے بچنے کا زیادہ اہتمام کیا ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے:-

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ط إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (پ۲۶ - حجرات: ۱۳)

"درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا وُہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔"

سُورۃ الانعام میں ارشاد ہُوا ہے :-

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ط وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

"ہر شخص کا درجہ اُس کے عمل کے لحاظ سے ہے اور تمہارا رب لوگوں کے اعمال سے بے خبر نہیں"۔

(پ - انعام : ۱۳۲)

جس خاوند کا عمل بہتر ہے اُس کا مرتبہ بیوی سے افضل ہے اور جس بیوی کا عمل بہتر ہے اُسے خاوند پر فضیلت حاصل ہے۔

یہ امر متحقّق ہُوا کہ انسانی حیثیّت میں کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں۔ فضیلت جو کچھ ہے اس بات میں ہے کہ کون زیادہ متّقی اور پرہیز گار ہے؟ جو اللہ تعالےٰ کی نا فرمانی سے جتنا زیادہ بچتا ہے اُتنا ہی زیادہ اس کا مرتبہ و مقام بلند ہے خواہ وُہ مرد ہو یا عورت۔ یہی وُہ علم ہے جسے اسلام "علم" قرار دیتا ہے۔ جو انسان اس سے بے بہرہ ہے وُہ جاہل ہے خواہ دُنیا کی نگاہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی اور علاّمۂ دہر ہی کیوں نہ ہو۔

معلوم ہُوا کہ انسانوں میں سے کسی کے اعلیٰ یا ادنیٰ ہونے

کا انحصار اُس کے مرد یا عورت ہونے پر نہیں بلکہ درحقیقت اُس کے پرہیزگار ہونے پر ہے۔

مُسلمان زوجین کو ہر وقت محتاط رہنا چاہیئے کہ شیطان مردُود اُن کے درمیان کوئی فتنہ برپا نہ کر سکے۔ قرآن مجید میں خدائے بزرگ و برتر نے مسلمان خواتین کی یُوں تعریف فرمائی ہے:۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔

"پس جو صالح عورتیں ہیں وُہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مَردوں کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت و نگرانی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔"

(پ۵۔ النّسآء: ۳۴)

بیوی کو چاہیئے کہ رسُولِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی پیشِ نظر رکھے:۔

"اگر اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو بے شک میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔"

(ترمذی، مسند احمد)

شوہر کو چاہیئے کہ نبیِٔ محتشم صلّے اللہ علیہ وسلم کی پیروی

کرے۔ اُسے اپنی بیوی پر جو تفوّق حاصل ہے اُس کی وجہ سے خاوند کے کندھوں پر ذمّہ داریوں کا بوجھ بھی کہیں زیادہ ہے۔ اِن گوناگوں ذمّہ داریوں سے احسن طریق پر عہدہ برا ہونے اور جہنّم کے عذاب سے بچنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وُہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرے۔ سرکارِ رسالت مآب صلّے اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ مبارکہ میں بہترین عملی نمونہ ہے۔ آپؐ ہی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے۔ یہی وُہ طریقہ ہے جس سے شیطان کو شکست دی جا سکتی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ط

اسلامی فکر اور مغربی ذہن کا تجزیاتی مطالعہ

ایک عظیم کتاب

انسانیت کی تعمیرِ نو

اور

اسلام

پروفیسر عبدالحمید صدیقیؒ

قیمت : ۲۵ روپے

مادرِ علمی لاہور میں

صحت مند ادبی اور معیاری اسلامی کتب کا سب سے بڑا ادارہ

◎

عربی کی نادر و نایاب کتب

اردو کا عظیم سرمایۂ علم و دانش

انگریزی کا بہترین لٹریچر

اور

نوادراتِ
خطاطی
و
مصوری

تشریف لائیے

اور

اپنے ذوق کی کتب کا انتخاب فرمائیے

شوروم

اسلامک پبلشنگ ہاؤس

۲- شیش محل روڈ (متصل اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی چوک) لاہور

شیطان کو شکست دیجیے

نگہت بانو ڈار

اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور